بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی ذاتِ مبارک) میں تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل موجود ہے۔ (بحوالہ اسلام اور عصرِ حاضر صفحہ ۱۸۹)

بیشک رسولِ رحمتؐ کی پوری زندگی اخلاقِ حسنہ کا خوبصورت گلدستہ اور گلِ سرسبز ہے۔ ایک جامع اور مکمل تصویر ہے۔ آپ کا ہر قول، ہر عمل، ہر فعل اور آپ کی عظیم تعلیمات اور گرانقدر ارشادات و فرمودات کا ایک ایک مجموعہ دراصل اخلاقِ عالیہ ہی کے گل دوبوٹے ہیں جس نے تاریخِ انسانی کے دھارے کو موڑ کر عام لوگوں کی زندگیوں، سوچ اور اندازِ فکر میں ایک صالح انقلاب پیدا کر دیا۔ ـــــ

درخشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا، آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی! جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا۔

اسلام کا اخلاقی نظام

یہ صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اس کی پُشت پر بے شمار تاریخی دلائل اور شواہد موجود ہیں اور دنیا نے حقیقت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیا ہے کہ اسلام کا جو اخلاقی نظام ہے وہ ہر لحاظ سے مکمل، جامع، ہمہ گیر، مفید، فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ، زمان و مکان کے تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل کے ساتھ اجتماعی، ملی اور قومی معاملات سے ہے۔

رُوحِ اسلام

اسلام لوگوں کو عمدہ اور بہترین اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور انہیں رحمدلی، مروّت، ایثار، خلوص، غریب پروری، سخاوت، سچائی، امانت داری، احسان شناسی، وعدہ وفائی

صلح جوئی، تحمل و بردباری، اخوت و بھائی چارگی، ہر قوم سے رواداری، مساوات، عدل و انصاف اور تمام اخلاقی اوصاف سے متصف ہونے پر ابھارتا ہے۔ اس کے برعکس وہ بے رحمی، تنگ نظری، بدعہدی، خیانت، غداری، ریاکاری، مکروفریب، اسراف، ناپ تول میں کمی بیشی، چوری ڈاکہ زنی، زناکاری، شراب نوشی، نا آشتی، پارٹی، دوسروں کی حق تلفی، نسلی و قومی تفاخر، غیروں کی تحقیر، ناحق کوشی، غیر قوموں سے بے انصافی، ظلم و ستم اور جبر و استبداد، وغیرہ ہر قسم کی برائیوں اور بداخلاقیوں سے روکتا ہے اور اس کی مذمت کرتا ہے۔ (بحوالہ اسلام اور عصر حاضر ص ١٩٦٩)

دورِ حاضر کا انتشار

موجودہ پریشان حال اور روبزوال دنیا جس طرح اخلاقی انحطاط بے راہ روی، انارکی، عریانیت، فحاشی، تعصب اور تنگ نظری کا شکار ہو کر اپنی زندگی اور مقصدِ حیات سے بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ ہٹتی جا رہی ہے وہ سمجھدار لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جس طرف نگاہ اٹھائی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اخلاقی بگاڑ اور بے راہ روی، کا شکوہ ہر ایک زبان پر ہے۔ اور اس عالمگیر انحطاط اور بگاڑ نے خواص اور دانشور طبقہ کو ازحد تشویش اور فکر میں مبتلا کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے بھیانک نتائج میں قتل و غارت گری، ظلم و سفاکی، غنڈہ گردی، دہشت پسندی، چوری ڈاکہ زنی، اغوا، آبروریزی اور انسانیت، شرافت اور اخلاق کے اعلیٰ اقدار کی مٹی پلید کرنے کے واردات میں تشویشناک اور شرمناک حد تک روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور انسان کی زندگی اُداس اور اجیرن بن رہی ہے، یہ حقیقت ہے کہ موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح صرف دینِ اسلام کے اصولوں کو اپنا کر ہی ہو سکتی ہے۔

موجودہ معاشرہ

آج ہمارے معاشرہ میں اخلاقی زوال اور کردار کی گراوٹ

کی انتہا ہو چکی ہے۔ ہر طرف سے مختلف قسم کی برائیوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا ہے معاشرتی اور تمدنی خرابیاں ہماری سوسائٹی اور سماج کا رستا ہوا ناسور بن چکی ہیں اور پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے، اس وقت حال یہ ہے کہ پوری دنیا کے عقلاء اور دانشور حیران ششدر اور سرگرداں ہیں کہ موجودہ بگڑے ہوئے اور تمدن کش معاشرہ کی اصلاح کس طرح کی جائے؟ آیا ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوئی سبیل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یہ وقت کا ایک لاینحل مگر اہم ترین مسئلہ بن گیا ہے۔ اور اس کا واحد علاج یہی نظر آتا ہے کہ اب پورے انسانی معاشرہ کو بلا تاخیر اسلامی نظام اخلاق اپنا لینا چاہیئے۔ اس میں اس کی بہتری اور بقا ہے، اس وقت دنیا کو اسلام کے سوا کوئی بھی نظام بچا نہیں سکتا۔ کیونکہ کسی میں اتنی صلاحیت اور استعداد ہی نہیں ہے۔ اسلام انسانیت کے دکھوں کا مداوا اور اس کے دل کی دھڑکنوں کی آواز ہے۔

(بحوالہ اسلام اور عصر حاضر ص ۱۹۱)

فیصلہ کن حقیقت

یہاں یہ فیصلہ کن اور بنیادی حقیقت بھی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جن خصائص اور خوبیوں کو محاسن اخلاق میں شمار کیا ہے۔ دراصل وہی اخلاقی اصول ہیں۔ یہ اسلام کے نظام اخلاق کی ہمہ گیری اور جامعیت کا ہی کمال ہے کہ دور حاضر میں شاید ہی کوئی فرد یا جماعت ایسی ہو کہ جس نے شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کے اخلاقی اصول میں سے کسی کو اپنایا نہ ہو، اس لئے کہ اسلام کے اخلاقی نظام کو اپنائے بغیر صحت مند انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تصور ممکن نہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو رب العالمین کے آخری فرستادہ

اور ہادی عالم ہیں۔ آپ کی ولادت اور بعثت سے کائنات انسانی میں ہدایت کی بہار آئی، خزاں رخصت ہو گئی۔ اپنی تشریف آوری اور بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد بلکہ بعثت کی غرض وغایت ہی بیان کرتے ہوئے ایک موقع سے ارشاد ہوا۔

"اِنّی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال

(ابن سعد بحوالہ سیرت النبی جلد ۶)

(کہ میں صرف اچھے اخلاق اور بہترین افعال کی تکمیل کی خاطر بھیجا گیا ہوں۔)

ایک اور موقع سے اخلاقی محاسن ہی پر دار ومدار ایمان کا بتایا گیا، چنانچہ واضح کیا گیا۔ "اکمل المومنین ایمانا احسنکم خلقا" سب سے زیادہ کامل ایمان اس کا ہے جو اخلاقی اعتبار سے سب سے زیادہ بہتر ہو۔

معاشرہ انسانی کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"احسنکم اخلاقا" تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

قرآن کریم اور معلم اخلاق

حرم نبوی حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کی سیرت اور اخلاق کی تفصیل بتائیے؟ آپ نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ سائل نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ الحمد للہ قرآن مجید کی تلاوت اور قرأت کی سعادت تو ہمیں روزانہ ملتی ہے۔

فرمایا "کان خلقہ القرآن" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تو قرآن کریم ہی ہے۔ دراصل قرآن علمی اور معنوی انداز میں ہے جبکہ آپ کی زندگی اور سیرت قرآن کی عملی تفسیر اور تعبیر ہے۔

(باقی)

اسلامی عہد کا اسپین — ایک جائزہ

(۲)

جناب محمد علی جوہر، ریسرچ اسکالر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

لکڑی پر نقاشی کا کام بھی اسپین میں بہت بلند تھا خاص طور پر لکڑی کے بیل بوٹوں کے ساتھ ہاتھی دانت کا استعمال بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ کپڑے رکھنے کے بکس، زیورات کے ڈبے زیادہ تر لکڑی کے بنائے جاتے تھے جن میں ہاتھی دانت کی نقاشی سے حسن پیدا کیا جاتا تھا اور ان میں قیمتی پتھروں کو بڑی خوبی کے ساتھ لگایا جاتا تھا اور اس نقاشی سے بعض دفعہ رقص اور موسیقی اور شکار کے مناظر بنائے جاتے تھے۔

مجموعی طور پر مسلم اسپین نے فنون کے میدان میں بڑی زبردست ترقی کی اور خاص طور پر چینی مٹی کا کام یعنی برتن سازی، ٹائلس بنانا، کپڑے بننا اور لوہے لکڑی کے کاموں میں مسلم اسپین کا اثر یورپ پر بہت گہرا پڑا۔

فتوحات کے دور میں جہاں بھی مسلم فوجیں پہنچی ہیں وہاں ان کے ساتھ ہی ساتھ اسلام کی تبلیغ کرنے والے بھی اور اسلامی تعلیم کو پھیلانے والے بھی پہنچے ہیں۔

اسپین میں بھی شروع ہی سے انفرادی طور پر اسلامی تعلیم دینے والے پہلے تھے لیکن ابتدا میں کوئی باقاعدہ مدرسہ یا کالج اس تعلیم کے لئے قائم نہیں کیا گیا تھا لیکن اسپین میں بنو امیہ کی حکومت قائم ہونے کے بعد تعلیم کا کچھ نہ کچھ باقاعدہ انتظام شروع ہو گیا تھا جیسا کہ اس حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک کی فقہ اور اس کی تعلیم اور عدالتوں میں اس کا نظام باقاعدہ جاری کر دیا گیا تھا۔

بنو امیہ کی حکومت کے زمانے میں عبدالرحمٰن سوم جس کا لقب الناصر تھا۔ اس نے دسویں صدی کے وسط میں قرطبہ میں بڑے پیمانے پر ایک کالج قائم کیا۔ یہ کالج قرطبہ کی جامع مسجد میں قائم کیا گیا تھا جس کو ایک سو پچاس سال پہلے عبدالرحمٰن اول نے تعمیر کروایا تھا۔ عبدالرحمٰن سوم کے بیٹے حکم دوم نے اس کالج کو ایک عظیم یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا۔ اس کے لئے مصر، شام، عراق وغیرہ سے پڑھانے کے لئے استادوں کو بلوایا گیا اور ان کی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ اس یونیورسٹی میں طلبہ کو رہنے اور کھانے پینے کی تمام سہولتیں دی گئی تھیں۔ حکم ثانی نے پانی کا انتظام کرنے کے لئے سیسے (LEAD) کے پائپ بنوائے اور ان کے ذریعہ دور کی نہروں سے ہر وقت رواں پانی (Running Water) کا انتظام کیا۔ قیام کے لئے ہوسٹلیں تعمیر کیں۔ یہاں پر پڑھنے والے طلبار میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور عیسائی طلبار بھی بڑی تعداد میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ ان میں اسلامی دنیا کے مختلف ملکوں سے بھی طلبار پڑھنے آتے تھے اور یورپ و افریقہ کے طلبار بھی یہاں آکر داخل ہوتے تھے۔ یہی طلبار جب اپنے عیسائی ملکوں میں یورپ پہونچے تو ان کے ذریعے سے وہاں علم کی روشنی پھیلنا شروع ہوئی اور اسلامی کتابوں اور علمار کا یورپ میں تعارف ہوا۔ اس یونیورسٹی کے بڑے بڑے استادوں میں ایسے نامور لوگ بھی تھے جیسے ابوعلی القالی جنھوں نے عربی زبان کی گرامر اور لغت پر مشہور کتابیں لکھی ہیں۔

اس یونیورسٹی کے علاوہ صرف شہر قرطبہ میں ستائیس دوسرے کالج بھی قائم کیے گئے۔ اس کے علاوہ شہر قرطبہ کتابوں کی بہت بڑی مارکیٹ بن گیا تھا۔

حکم ثانی نے یونیورسٹی کی لائبریری کے لئے لاکھوں کتابیں جمع کیں۔ یہ کتابیں ان کی ہدایت کے مطابق ہر جگہ سے کسی بھی زبان میں لکھی ہوئی حاصل کی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کی ہدایت تھی کہ اسلامی دنیا میں لکھی جانے والی کسی بھی کتاب کو ہر قیمت پر حاصل کر کے اس لائبریری میں پہونچایا جائے۔ عربی کی مشہور کتاب اغانی جبکہ ابھی پوری لکھی نہیں گئی تھی حکم نے ایک ہزار دینار اس کی قیمت کے طور پر پہلے ہی ادا کردیے تھے۔ شہر قرطبہ اور مسلم اسپین کے دوسرے شہروں میں لکھنے پڑھنے کا رواج اس حد تک ہوگیا تھا کہ ایک مشہور عیسائی مورخ لیز ڈوزی کہتا ہے کہ بنو امیہ کے آخری زمانے میں اسپین کا ہر شخص لکھنا پڑھنا جانتا تھا اور یہ اس وقت کہ یورپ میں ابھی عوام تو عوام بادشاہ اور امرا بھی جہالت اور وحشت کی دنیا سے باہر نہیں نکل سکے تھے۔

شہر قرطبہ میں عام طور پر لوگوں میں کتابیں جمع کرنے کا اتنا شوق پیدا ہوگیا تھا کہ اس میدان میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بعض دفعہ ایک کتاب کی قیمت ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی۔ حکم دوم کی لائبریری میں چار لاکھ سے زائد کتابیں تھیں اور ان کتابوں کی صرف فہرست چالیس جلدوں میں مرتب کی گئی تھی۔

بنو امیہ کی حکومت کے ختم ہو جانے کے بعد اگرچہ سیاسی طور پر مسلمانوں کی طاقت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی اور بڑھتی ہوئی عیسائی طاقت کے سامنے مسلمانوں کی حکومت اور طاقت گھٹتی جارہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود تہذیب اور تعلیم کے میدان میں مسلم اسپین کی ترقیات وقت کے ساتھ بڑھ رہی تھی مثلاً شہر اشبیلیہ میں عبادی حکومت کے ماتحت تہذیب اور تعلیم کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ اسپین کے سب سے بڑے عالم علامہ ابن حزم کا نام اس انتشار کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح

اسپین میں بھی شروع ہی سے انفرادی طور پر اسلامی تعلیم دینے والے پہنچے تھے لیکن ابتدا میں کوئی باقاعدہ مدرسہ یا کالج اس تعلیم کے لئے قائم نہیں کیا گیا تھا لیکن اسپین میں بنو امیہ کی حکومت قائم ہونے کے بعد تعلیم کا کچھ نہ کچھ باقاعدہ انتظام شروع ہو گیا تھا جیسا کہ اس حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک کی فقہ اور اس کی تعلیم اور عدالتوں میں اس کا نظام باقاعدہ جاری کر دیا گیا تھا۔

بنو امیہ کی حکومت کے زمانے میں عبدالرحمٰن سوم جس کا لقب الناصر تھا۔ اس نے دسویں صدی کے وسط میں قرطبہ میں بڑے پیمانے پر ایک کالج قائم کیا۔ یہ کالج قرطبہ کی جامع مسجد میں قائم کیا گیا تھا جس کو ایک سو پچاس سال پہلے عبدالرحمٰن اول نے تعمیر کروایا تھا۔ عبدالرحمٰن سوم کے بیٹے حکم دوم نے اس کالج کو ایک عظیم یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا۔ اس کے لئے مصر، شام، عراق وغیرہ سے پڑھانے کے لئے استادوں کو بلوایا گیا اور ان کی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں۔ اس یونیورسٹی میں طلبہ کو رہنے اور کھانے پینے کی تمام سہولتیں دی گئی تھیں۔ حکم ثانی نے پانی کا انتظام کرنے کے لئے سیسے (LEAD) کے پائپ بنوائے اور ان کے ذریعہ دور کی نہروں سے ہر وقت رواں پانی (Running Water) کا انتظام کیا۔ قیام کے لئے ہوسٹلیں تعمیر کیں۔ یہاں پر پڑھنے والے طلبار میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور عیسائی طلبار بھی بڑی تعداد میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ ان میں اسلامی دنیا کے مختلف ملکوں سے بھی طلبار پڑھنے آتے تھے اور یورپ و افریقہ کے طلبار بھی یہاں آکر داخل ہوتے تھے۔ یہی طلبار جب اپنے عیسائی ملکوں میں یورپ پہونچے تو ان کے ذریعے سے وہاں علم کی روشنی پھیلنا شروع ہوئی اور اسلامی کتابوں اور علمار کا یورپ میں تعارف ہوا۔ اس یونیورسٹی کے بڑے بڑے استادوں میں ایسے نامور لوگ بھی تھے جیسے ابوعلی القالی جنہوں نے عربی زبان کی گرامر اور لغت پر مشہور کتابیں لکھی ہیں۔

اس یونیورسٹی کے علاوہ صرف شہر قرطبہ میں ستائیس دوسرے کالج بھی قائم کئے گئے۔ اس کے علاوہ شہر قرطبہ کتابوں کی بہت بڑی مارکیٹ بن گیا تھا۔

حکم ثانی نے یونیورسٹی کی لائبریری کے لئے لاکھوں کتابیں جمع کیں۔ یہ کتابیں ان کی ہدایت کے مطابق ہر جگہ سے کسی بھی زبان میں لکھی ہوئی حاصل کی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کی ہدایت تھی کہ اسلامی دنیا میں لکھی جانے والی کسی بھی کتاب کو ہر قیمت پر حاصل کر کے اس لائبریری میں پہونچایا جائے۔ عربی کی مشہور کتاب اغانی جبکہ ابھی پوری لکھی نہیں گئی تھی حکم نے ایک ہزار دینار اس کی قیمت کے طور پر پہلے ہی ادا کر دیئے تھے۔ شہر قرطبہ اور مسلم اسپین کے دوسرے شہروں میں لکھنے پڑھنے کا رواج اس حد تک ہو گیا تھا کہ ایک مشہور عیسائی مورخ لیز ڈوزی کہتا ہے کہ بنو امیہ کے آخری زمانے میں اسپین کا ہر بچہ لکھنا پڑھنا جانتا تھا اور یہ اس وقت کہ یورپ میں ابھی عوام تو عوام بادشاہ اور امرا بھی جہالت اور وحشت کی دنیا سے باہر نہیں نکل سکے تھے۔

شہر قرطبہ میں عام طور پر لوگوں میں کتابیں جمع کرنے کا اتنا شوق پیدا ہو گیا تھا کہ اس میدان میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے بعض دفعہ ایک کتاب کی قیمت ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی۔ حکم دوم کی لائبریری میں چار لاکھ سے زائد کتابیں تھیں اور ان کتابوں کی صرف فہرست چالیس جلدوں میں مرتب کی گئی تھی۔

بنو امیہ کی حکومت کے ختم ہو جانے کے بعد اگرچہ سیاسی طور پر مسلمانوں کی طاقت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی اور بڑھتی ہوئی عیسائی طاقت کے سامنے مسلمانوں کی حکومت اور طاقت گھٹتی جا رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود تہذیب اور تعلیم کے میدان میں مسلم اسپین کی ترقیات وقت کے ساتھ بڑھ رہی تھی مثلاً شہر اشبیلیہ میں عبادی حکومت کے ماتحت تہذیب اور تعلیم کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ اسپین کے سب سے بڑے عالم علامہ ابن حزم کا نام اسی انتشار کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح